السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لاہوری علماء کا عجیب فتویٰ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پسہ اخبار مورخہ 15 نومبر میں ایک فتویٰ قربانی کے متعلق چھپا ہے جس کے جواب سے سوال عجیب ہے اور سوال سے جواب عجیب تر سوال یہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین اور مقتیان شرح متین اس بارے میں کہ جو شخص شرعا قربانی کر سکتا ہو۔ اور اس کی نیت قربانی کرنے کی ہو۔ اور وہ یہ چاہتا ہو کہ تھوڑے سے روپے میں قربانی کردے۔ اگر کوئی شخص ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے پاس زیادہ خرچ کی طاقت نہیں۔ وہ مجھ سے امداد لے۔ اس کو بھیڑ۔ بکری کی قیمت کےلئے روپیہ پسہ دوں گا۔ کیا ایسا کرنا شرعا جائز ہے۔ یعنی کسی سے روپیہ لے کر قربانی کرنا یا قرضہ لے کر قربانی کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

اس سوال کا ابتداء کچھ ہے۔ اور انتہا کچھ بہر حال ہم انتہائی خلاصہ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ جس کا مطلب دو لفظوں میں یہ ہے کہ کوئی شخص صاحب مقدرت (مستطیع) کسی سے کچھ لے کر یا قرضہ اُٹھا کر قربانی کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ قرضہ کا لفظ تو صاف ہے اس سے قبل کے لفظ (روپیہ لے کر) سے مراد غالبا یہ ہے کہ کسی سے احسانا کچھ لے کر قربانی کرے۔ یعنی کوئی شخص بطور خود اس سے سلوک کرے۔ یا وہ قرضہ لے کر قربانی کرے۔ تو علمائے لاہور فتویٰ دیتے ہیں۔ اول۔

جواب؛۔ کسی سے قرضہ لے کر یا دوسرے سے امداد لے کر کوئی شخص قربانی کرنے کا شرعا مجاز نہیں ہوسکتا۔ (محمد عبد الحکیم شمس العلماء کلانوری (از لاہور) اس جواب کا مطلب صاف ہے۔ مگر دلیل ندارد آگے چلئے دوسرے صاحب فرماتے ہیں۔

الجواب۔ بے شک جو شخص قربانی کر سکتا ہے۔ وہ دوسرے کی امداد لے کر قربانی کرے۔

بہت خوب! دلیل ندارد آگے سنیئے! تیسرے بزرگ فرماتے ہیں۔

الجواب۔ واقعی جس شخص کو قربانی کرنے کا مقدور ہو اسے چاہیے کہ خود قربانی کرے۔ اور غیر کی اعانت کا ہر گز طالب نہ ہو۔ علی الخصوص صورت معلومہ میں کوئی شخص محض بطلب ناموری اس کی امداد کرنے مستعد ہو۔ قربانی تو تقرب الی اللہ کی خاطر ہے۔ لہذا وہ حسبۃ اللہ ہونی چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس میں نمود اور شہرت کا خواہاں ہو۔ تو البتہ قربانی کا مقصد اس سے مفقود ہو جائے گا۔

ان بزرگوں نے یہ لفظ بڑھایا ہے بغرض ناموری نہ جانے کہاں سے لیا ہے۔ سوال میں تو یہ درج نہیں اس سوال سے معلوم ہوتا ہے یہ سوال کسی خاص شخص کےلئے بتایا گیا ہے۔ چوتھے بزرگ فرماتے ہیں۔

الجواب۔ اگر قربانی بحکم شریعت کسی شخص پر واجب نہ ہو۔ بایں وجہ کہ وہ مالک نصاب نہ ہو تو اس صورت میں اس شخص پر واجب نہیں کہ کسی سے امداد لے یا قرض اُٹھاوے اسکے جائز ہے کہ قربانی نہ کرے۔ شرعا اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اگر وہ مالک نصاب ہے تو اس کےلئے جائز ہے۔ کہ قربانی کم قیمت والی ذبح کردے۔ بشرط یہ کہ وہ قربانی شرعا جائز ہو سکتی ہو۔

یہ جواب بذاتہ صحیح ہے۔ مگر اس کو سوال سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ نہ تو سوال میں غیر مستطیع کا ذکر ہے۔ بلکہ مستطیع مذکور ہے۔ کیونکہ صاف الفاظ میں مرقوم ہے کہ جو شخص قربانی کر سکتا ہے نہ واجب اور فرض سے سوال ہے بلکہ جائز ہے۔ فاضل مجیب نے کہا ہے کہ غیر مالک نصاب پر قربانی واجب نہیں۔ سائل کا سوال جواز سے ہے۔ اور مجیب کا جواب سلب وجوب ہے۔ یہی معنی ہے سوال از آسمان جواب از۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات (علماء لاہور) نے اس مسئلے پر غور نہیں فرمایا اب سینئے سوال کی صورت صاف ہے۔ کہ ایک شخص قربانی کرسکتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قربانی کا حکم ہے۔ بہت خوب اب اس کے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو اس کو کوئی شخص دوستانہ امداد دیتا ہے۔ جس کو وہ قبول کر کے قربانی پر خرچ کرتا ہے۔ یہ ہے سوال کا مطلب جواب کا مدار اس پر ہے۔ کہ پہلے یہ امر تنقیح کیا جائے۔ کہ صورت مرقومہ میں جو روپیہ کسی سے بطور احسان یا بطور قرض اس نے لیا ہے۔ وہ اس کی جائز مالک ہے یا نہیں۔ یقینا اس کی ملک ہونے میں کسی کو شک نہ ہوگا۔ تو پھر اس سے قربانی خرید کردہ کے جواز میں کیا شک ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص641

محدث فتویٰ